رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت پیشگی سالانہ
عوام سے
خواص و معاونین سے
ستان سے باہر
والوں سے
ت کے غیر مستطیع
سے کم آمدنی والے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو کرآئی چہ ادر قادیانی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۴۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۷ ذیقعد ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہون اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکھزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنیکی تجویز کی ہے۔ اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ وہان کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے اسیطرح میں یقین کرتا ہون کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے۔

اور یہ نمبر انشاء اللہ اس وقت شایع ہو گا جبکہ بہت سے بھائی اپنے گھرون سے دارالامان کے ارادہ سے نکل کھڑے ہونگے۔

وہ کچھ مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہون قریبا تیار ہو گئے ہیں۔

اب بار بار اس امر کے ذکر کرنیکی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل بک رہی ہے لنگر خانہ کے اخراجات تین ھزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں ایسا ہی مہمانونکی دیگر ضروریات بڑہ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگونکی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہے اگرچہ اسکے ساتھہ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر وہ مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو اموال اسی کام میں صرف ہون جو خدا تعالیٰ کی **مسیح موعود** کے اپنے ہاتھہ سے سرانجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھیجی جاوین اور ماہواری چندونکا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کی متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیئے آخر میں پھر یاد دلاتا ہون کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور دو چند سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

ایمان باللہ وایمان بالملائکہ وایمان بالکتب وایمان بالرسول وایمان بالقیامہ وغیرہ وغیرہ سے مطلب پورا مراد ہی کیا ہے۔ نہ ہاتھ پاؤں کی زیادتیاں اور گنہگاریاں بتلائی گئیں۔ نہ آنکھ۔ کان اور زبان کی خطاکاریاں جتلائی گئیں۔ سامعین اہل مجلس کو ندامت اور شرمندگی اور گریبان میں منہ ڈالنا تو درکنار۔ الٹا خوشامدی وعظ نے اور بھی شوخ اور متکبر اور زبان بنا دیا کہاں وہ مامورین من اللہ اور ان کے سچے متبعین کی بے لاگ۔ جگری اور اصلی وعظ ونصیحت اور کہاں یہ مبتدعین خوش الحان کی محض مردہ اور خشک سمع خراشی پراز فضیحت اور ان کے حاشیہ نشین مولودخوان جو طبلہ اور سارنگی کے ساتھ نعت خوانی کرکے لوگوں کو رقص اور وجد میں لاتے ہیں جن لوگوں نے عرسوں اور میلوں کے موقعوں پر خانقاہوں اور درگاہوں پر جاکر دیکھا ہوگا۔ وہ بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ اس قوالی اور مولودخوانی نے بڑے بڑے واعظوں۔ مولویوں کی زبان پر گویا مہر لگادی ہے حتی کہ پیروستگیر روشن ضمیر سجادہ نشین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی سر جھکائے خاموش بیٹھے ہیں۔ اشاعت دین اور تائید اسلام اور پیغام الٰہی یعنی قرآن مجید کے مضامین بیان کرنیکے یا تو وہ مجاز نہیں یا اس سے دلچسپی اور مناسبت نہیں رکھتے یا کسر شان سمجھتے ہیں۔ ایک اور اُن کے ہمسائے محرم شریف کے ہیرو۔ کتاب خوان۔ مرثیہ خوان سوزخوان وغیرہ وغیرہ دو دو تین تین ملکر کیسا سان باندھتے ہیں کہ حد ہی تو کردیتے ہیں۔ نظم واشعار۔ مجرے۔ سلام۔ مرثیے۔ وقت وقت کے راگوں یعنی جوگ بہاگ۔ سورٹھ۔ کوشیہ۔ کاندہرا۔ رام کلی۔ بھیروین جنگلہ۔ سندہڑا۔ پیلو وغیرہ وغیرہ میں موقع بموقع ایسا ادا کرتے ہیں کہ بڑے بڑے گویے بھی کان پکڑتے ہیں۔ عوام الناس بلکہ خواص بھی ایسی ایسی مجلسوں اور محفلوں کو بلند وبی زبان سے بھی ان کو متنبہ کرنا چاہیئے تو فوراً ہی ناک منہ چڑھاکر۔ نیچری یا وہابی یا مرزائی بلکہ کافر کا بڑکتا ہوا لقب دیتے ہوئے نیچے جھاڑکر اس کے پیچھے پڑجاتے ہیں۔ قرآن مجید بھی صرف رسم کے طور پر پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ مرے ہوؤں کے چوتھے۔ چالیسویں اور تیسرے دن قل کی رسم اور انکو کے موقع پر ختم کیا جاتا ہے۔ یا بیماری اور تنگی کے موقعوں پر ختم سے برکت اور آسانی حاصل کیجاتی ہے بعض لوگ ہر روز منزل بھی پڑھتے ہیں۔ خوبصورت اور قیمتی کپڑوں کی چولیاں اور غلاف انپر چڑھاتے ہیں رمضان میں تراویحوں میں بھی اکثر سنایا جاتا ہے مگر یہ ساری محبت اور دلچسپی اوراق اور حروف ہی تک محدود اور مقید ہے۔ معانی ومطالب۔ معارف۔ وحقایق سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ بڑے بڑے قرآن خوانوں اور ورد وظائف کے دلدادوں اور پابندوں کو شادی۔ غمی۔ ختنہ۔ وغیرہ وغیرہ کے موقعوں پر دیکھا گیا ہے کہ جس جگہ ہر روز بلاناغہ قرآن مجید کی تلاوت کیجاتی تھی۔ اسی جگہ پر شیطانی مجلس آراستہ کرکے بہت کچھ روسیاہی حاصل کی ہے کوئی شخص حکام کے حکم کو خوش آوازی سے ہر روز پڑھے اور سنے اور سنائے مگر عمل نہ کرے۔ تو اس ملازم کا کیا حشر ہوگا۔ یہی حال ہم لوگوں کا ہے جو صرف حروف ہی کے بار بار دہرانے کو عبادت سمجھتے ہیں اور بس۔ الغرض وعظ وپند کی کایاہی پلٹ گئی ہے۔ ان ساری باتوں کو دیکھتے دیکھتے اور غور کرتے کرتے بعض رقت بے اختیار رونا آجاتا ہے کہ الٰہی یہ کیسا اندھیر پڑگیا ہے۔ کیا تھا اور کیا ہوگیا۔ مگر اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ احسان اور کروڑ کروڑ شکر کہ اسی نے چودہوین صدی کا مجدد مسیح موعود مہدی مسعود ملہم ومامور من اللہ خلق خدا کی اصلاح کے لئے۔ فنا فی الرسول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم انہی کے لباس سے ملبس اور انہی کے اخلاق سے متخلق کرکے دنیا میں بھیجا گویا دوبارہ خود جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے آئے ہیں۔ عیسیٰ پرستی کا فتنہ چونکہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے اسکی اصلاح کی مناسبت سے تو مسیح موعود اور اندرونی فسادوں اور جھگڑوں کے دور کرنیکے لحاظ سے محمد مہدی کے نام سے پکارا اور یاد کیاگیا ہے۔ اب میں نہایت ادب سے دست بستہ محض خدا کے لئے خیرخواہانہ جمیع بزرگانِ ہر فرقہ وجملہ معززین۔ علماء۔ فضلاء۔ سجادہ نشین۔ واعظین۔ مولودخوان۔ مرثیہ خوان۔ پیر وفقیر اور ان ماننے والوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا واقعی طور پر یہ ساری خرابیاں فرقہ ہائے اسلام میں نہیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں۔ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اب حقیقی اور اصلی مصلح اور وعظ کی واعظ ونصیحت پر کان نہیں دھرنا چاہیئے؟ خدا کے لئے ساری کدورتیں اور بیجا رنجشیں اور نفسانیتیں۔ اور تعصب اور بدظنیاں۔ بدگمانیاں۔ دل سے نکال کر ٹھنڈے دل سے قبر وقیامت کو پیش نظر رکھکر موت کو سرپر تصور کرکے سوچیں اور اچھی طرح سوچیں کہ منہاج نبوت اور معیار رسالت سے اگر اس شخص کو پرکھا جاوے تو اسکی لائف یعنی سوانح ایک بے داغ بے لاگ پاک دل اور نیک تھا۔ لوگوں کیطرح۔ دوست دشمن۔ اپنے بیگانے کی زبانی ثابت نہیں ہوتی؟ اسکی تعلیم میں حقانی اور روحانی چمک دمک نہیں پائی جاتی؟ اس کی کلام میں روحانیت اور اطمینان نہیں پایا جاتا؟ اللہ تعالےٰ کا جلال اور جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس میں تڑپ اور جوش نہیں پایا جاتا؟ غیر قوموں کے مقابلہ میں دینِ اسلام کا بول بالا کرنیکی خاطر ہر وقت سینہ سپر نہیں رہتا؟ آریوں۔ برہموؤں۔ سکھوں۔ عیسائیوں۔ اور اسلام کے بگڑے ہوئے فرقوں میں اس نے کھلبلی نہیں ڈالدی؟ کیا یہ شخص پچیس تیس سال سے ڈنکے کی چوٹ نہیں کہہ رہا کہ اسلام جیسا زندہ مذہب اور قرآن مجید جیسی زندہ کتاب اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زندہ رسول کوئی نہیں اور مقابلے کے لئے تحریر سے تقریر سے مال سے جان سے ہمہ وجوہ تیار ہے بلکہ اپنی طرف سے سب کچھ قربان ہی کرچکا ہوا ہے۔ رویا صادقہ۔ کشف۔ الہام۔ وحی۔ وغیرہ فیوض سے مستفیض نہیں؟ اس کی صدہا پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں؟ اللہ تعالےٰ کیطرف سے نشان پر نشان اور تائید پر تائید اور نصرت پر نصرت اس کو عطا نہیں ہوئی؟ جہان بھر کے زیرک۔ ذکی۔ ذہین۔ فہیم۔ ہر فرقہ اور ہر مذہب وملت سے فوج فوج اور گروہ گروہ اس کے خادموں اور مریدوں میں شامل نہیں ہوئے؟ اور شامل ہوتے ہی زبان سے قلم

سے مل سو جان سے غرض جس طرح سے ہو سکا دین کی خدمت میں مصروف نہیں ہو گئے؟ زمانہ کی حالت پکار پکار کر نہیں کہتی کہ ایک حقیقی اور اصلی واعظ اور مصلح کی ضرورت ہے۔ کیا کسوف خسوف رمضان شریف میں واقع نہیں ہوا؟ طاعون زلزلے۔ قحط جیسے نشان ہی ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے کافی نہیں؟ عربی کتابیں قدرتی طور پر نہیں لکھیں جن کا مقابلہ کسی اہل زبان سے بھی نہ ہو سکا۔ جس نے ارادہ کیا وہ کامیاب ہو نہ سکا؟ جھوٹے مقدمے بنا کر لوگوں نے استیصال کرنا چاہا مگر وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہوئے بلکہ ان مقدموں کے اندر اندر بہت سے نشان ظاہر ہوئے۔ غرض کہاں تک گنتا جاؤں۔ یہ ان نقد و نعمت اللہ (قصیدہ) والی بات ہے۔ اگر ایسی باتیں اور اللہ تعالیٰ کے تحفے اور انعام اور نشان۔ ٹھگوں۔ فریبیوں مکاروں۔ دجالوں۔ کافروں میں بھی پائے جاتے ہوں تو حق باطل میں مابہ الامتیاز کیا چیز ہو گی۔ مگر نہیں درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ابوبکر صدیق رض نے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف چہرہ ہی مبارک دیکھکر کہدیا تھا۔ کہ یہ منہ جھوٹا نہیں ہو سکتا بیعت۔ سدا دور دوران دکھاتا نہیں۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ آؤ جھوٹ موٹ کی بے سند اور بناوٹی اور بدعتی مجلسوں محفلوں اور نفسانی اور نقلی وعظوں سے الگ ہو کر اصلی حقیقی واعظ کی وعظ نصیحت پر دل کے کان لگائیں تاکہ کامیابی حاصل ہو۔

نظم

نادان تجھے کیوں ہے مسیح الزمان سے — باتیں تو ان کی سن لیں ذرا دل لگا کے
اچھی نہیں دور سے یہ بدگمانیاں — پاس آ کے جانچو تجربہ اور امتحان سے
آنکھوں سے دور کرو تعصب کی پٹیاں — پہنچیگا تمکو نور مہ قادیان سے
مذہب ہے کیا وہ جس میں ہوں قصہ کہانیاں — مذہب ہے وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے
وہ معتبر ہے جو ہو روایات عمرو زید! — یا جو براہ راست ہو حق کی زبان سے
امور حق سے کرتے نہیں ہو مقابلہ — کرتے ہو جنگ خالق کون و مکان سے
طاقت کرو شرائط بیعت کو مان لو — گر دو جہاں میں رہنا ہو امن و امان سے
پوری کبھی تو ہو گی تری التجا گلاب — تائید حق سے گئے جا تو قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی۔

آرین تہذیب کا ایک عجیب نقشہ

آریہ لوگوں کو اپنی تہذیب قدیم پر بڑا ناز ہے اسکے متعلق اُن کی عجیب و غریب تحریریں پڑھنے میں آیا کرتی ہیں۔ اس وقت آرین تہذیب کے تمام پہلوؤں پر ریمارک کرنے کا نہ موقع اور نہ گنجائش مگر ان کی تہذیب و شائستگی ان کی خوش اطواری اور پاک چال چلن کے متعلق جو شہادت صدیوں سے گذر جانے پر بھی اب تک ان کے پتھروں میں موجود ہے اس پر غور کرنا ہر منصف کا فرض ہے خصوصاً اسی حالت میں کہ ان کے پجاری کی بلند پروازیاں سامنے ہوں۔ یہ شہادت آرین مالی تہذیب کی شہادت ہے۔ جو ان کے مندروں سے نمایاں ہے۔

قدیم مندروں کی حالت اور صورت جہاں آرین تہذیب کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ وہاں ان کی طرز عمارت اور ان کے نقش و نگار ان کی اخلاقی حالت کا پورا پتہ دیتے ہیں۔ اگر کسی مندر کے متعلق میں اپنے منہ سے کچھ لکھوں تو شاید وہ ایک بیجا بات سمجھی جاوے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود آریہ سماج کے ایک مشہور رسالہ آریہ مسافر کے حوالہ سے چند سطریں ناظرین کے سامنے پیش کروں چنانچہ آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۷۸ پر مندرجہ ذیل عبارت ہے۔

نقش تصویریں

مندر کی ہر چہار طرف قد آدم فحش تصویریں نمایاں شکل میں بنی ہیں ہم سمجھتے ہیں۔ کام شاستر خواہ کوک شاستر کا شاید ہی کوئی آسن ہوگا جو یہاں جگننا تھ جی کے مندر میں نہ دکھایا ہو۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان تصویروں کے بنانے کی مندر کے باہر کیا ضرورت تھی؟ اس کا نتیجہ یاترا کرنے والوں پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے جس وقت ہم پرکرما کر رہے تھے۔ ایک آدمی ان کو دیکھ کر زور سے ہنسا اور کہنے لگا۔ دیکھو۔ بھگوان کا کوتک دیکھو کیسا مزہ لوٹ رہے ہیں۔ جس مکان میں ہم ٹھیرے تھے وہاں ایک مندر میں پیچھے کیطرف چار فحش تصویریں اسی قسم کی بنی ہوئی موجود ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کسی زمانہ میں یہ وام مارگ کا مندر تھا۔ اس لئے یہ نقشے ذہن نشین کرنے کے لئے بنا دئے گئے تھے۔ مگر ہماری دانست میں اس کے سوا کوئی اور بھی بات ہوگی۔

یہ تو ہم آریوں کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیسے بد ترچلن کے بزرگ ہونگے شاید یہ نیوگ مندر ہونگے۔

فحش تصویروں کا چھاپنا بھی ایک جرم ہے۔ پھر ایسے مندروں پر ایسی فحش تصویروں کا قائم رکھنا کیوں جرم نہیں قرار دیا جاتا۔ آریوں کو چاہیے کہ وہ باضابطہ میموریل بھیجکر اصلاح کرالیں تاکہ ان کی مسلمہ تہذیب کے چہرہ سے یہ داغ اتر جاوے۔ کیوں آریہ صاحبان آپ شرماتے تو نہیں ہونگے؟

تازہ الہامات

۱- انی معک و مع اھلک - احفظک
اونہار کک۔

ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ
ہوں - میں تیرے پیچھے آؤنگا -

۲- میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں
کے ساتھ ہوں۔

۳- انی معک یا مسرور۔

ترجمہ - اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں

۴- وقع واقع و ھلک ھالک

ترجمہ - ایک واقعہ وقوع میں آئیگا اور ہلاک ہونیوالا

[illegible]

۵- وضعنا الناس تحت اقدامک
ترجمہ - ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھدیا

۶- ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک
ورفعنا لک ذکرک
ترجمہ - ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اٹھا دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی
تھی اور تیرے ذکر کو بلند کیا -

۷- اُجیبت دعوتک -
ترجمہ - تیری دعا قبول کی گئی -

۸- سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم

ترجمہ عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے گردونواح
میں اور خود ان میں -

۹- اجیبت دعوتکما - ان اللہ علی کل شیء قدیر -
ترجمہ تم دونوں کی دعا قبول کی گئی تحقیق اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے

۱۰- انی معک یا ابراھیم -
ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم -

۱۱- انی انا ربک الاعلیٰ -
ترجمہ - میں تیرا رب اعلیٰ ہوں -

۱۲- اخترت لک ما اخترت -
ترجمہ میں نے تیرے لئے وہ پسند کیا جو تو نے اپنے لئے پسند کیا -

۱۳- بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید -

۱۴- ۲۷ تاریخ کو ایک واقعہ ہمارے متعلق - اللہ خیر و ابقیٰ

۱۵- خوشیاں منائینگے

۱۶- بعد سنۃ واحدۃ
ترجمہ - ایک سال کے بعد -

۱۷- صلوتک خیر و ابقیٰ ان صلوتک سکن لھم
ترجمہ - تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے - تیری دعا انکو آرام کا موجب ہوگی
دخلتم الجنۃ وما علمتم ما الجنۃ ذالک

الیوم الآخر -

ترجمہ تم داخل ہوئے بہشت میں اور تم جانتے ہو
کہ کیا چیز ہے بہشت - یہ آخری دن ہے -

۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء - ۱- آج ہماری بخت بیداری

۲- انا شانئک ھو الابتر -

۳- خدا نے اُسے لیا

۴- واللہ! واللہ! سیدھا ہوا آگے -

۵- وقت رسید -

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب

ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر مسلمان حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث کا خیال رکھتے یا ہمارے دین کے معاملہ فہم اسکی جیسی اشاعت کرنے کا حق تھا اور جیسا کہ اسکا حق تھا۔ حق ادا کرتے تو امید نہیں کہ ہماری قوم کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوتا۔ اور ان کی بہت سی جائدادیں جو فضول خرچی عیاشی وغیرہ کے باعث بنئے مہاجنوں کے ہاتھوں چلی گئیں ہیں نہ جاتیں۔ اور نہ یہ روز بد ہمکو دیکھنا پڑتا۔ مگر آہ۔ صد آہ!! کہ بجائے اس رسم بد روکنے کے ہمارے دین کے علمائوں کے دماغوں میں یہ خبط سما گیا ہے۔ کہ سود کے نہ لینے سے ہی مسلمانوں کو ادبار اور افلاس و نکبت کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ اگر فی الواقع ہی سود کے نہ لینے سے ہی یہ حالت ہوئی ہوتی تو کیا اس کے اثر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصہ لینا ضروری نہ تھا تھا ور ضرور تھا مگر سوچے کون اور سمجھائے کون؟ یہاں تو یہ حالت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے جو کہا اور بہت برا کیا جو سود لینے والے اور دینے والے اور سودی دستاویز لکھنے والے اور گواہوں وغیرہ کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا۔ کیا یہ خوش فہمی بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ مگر اے پیارے جابر رضی اللہ عنہ! تجھ پر ہزار رحمتیں ہوں خدا تجھکو جنت کی سلسبیل کا پانی پلاوے اور خدا کی رحمت کی بے حساب تجھپر بارشیں ہوں۔ اور پانی میں مغفرت کے تو ہمیشہ نہاتے رہے اور تجھ کو خدا [illegible] سے بڑا انعام دے کہ تو نے حق بات کہی اور صداقت [illegible] تو نہ ڈرا [illegible] تو نے جو کچھ [illegible] کے سردار محبوب رب [illegible] ہوئے کلمہ سنے تھے۔ اسکا [illegible] کیا جس کے عیب [illegible] دیکھ لیا نہ صرف ہم نے بلکہ جس نے زمانے کے نشیب و فراز اور فراق کی دوربین لگا کر دیکھا وہ اس کے قائل ہو گئے یعنی ان کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا کہ جس نے تیرے اعلان کی پیروی کی وہ ادبار اور نکبت سے بچ گیا۔ اور جس نے تیرے اعلان کو نظر حقارت سے دیکھا اور اس پر عمل درآمد کرنے سے اغماض کیا اور سودی روپیہ لئے انکا ایسا خانہ خراب ہوا کہ خدا کسی دشمن کا بھی نہ کرے۔ مگر اے [illegible] پیارے! اے میرے محبوب!! اگر وہ زمانے سے جہاں ان اندرونیات سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں وہاں تیرے پر نکتہ چینی کرنے والے اور تیرے اعلان کی بے قدری کرنے والے بھی اسلام میں پیدا ہو گئے ہیں۔ مگر میری روح تیری قدر کرتی ہے اور حق کی قدر کرتی ہے تو نے ہمدردی کا حق ادا کر دیا۔ تو نے پوری غمخواری کی تو نے لوگوں کے مالوں اور عزتوں کے بچانے کا پورا اسٹیر جمع کیا جس سے بہتوں کو فائدہ پہنچا اللہ تعالے تجھکو اس خیر کا اجر کثیر دے اور ہمکو تیرے اعلان کی تائید اور اسپر عمل کرنے کی توفیق رفیق نصیب کرے آمین ثم آمین۔

ہم تو جہاں سوچتے ہیں اور تجربہ صحیحہ کی شہادت طلب کر کے غور و خوض سے کام لیتے ہیں مسلمانوں کے ادبار اور نحوست اور تباہی کا ذریعہ اسی رسم بد کو پاتے ہیں اگر مسلمان اپنے دین کی ہدایت پر عمل کرتے تو کاہیکو ان خرابیوں کا شکار ہوتے مگر مشکل تو یہ پڑ گئی کہ ایک طرف تو سود دینے والے موجود تھے۔ دوسری طرف مذہبی احکام نظر انداز کئے گئے نتیجہ یہ نکلا کہ سودی قرضے لے کر فضول خرچی عیاشی کی گرم بازاری ہوئی مگر بقول آنکہ ع۔ نتیجہ فعل بد کا فعل بد ہے۔ بالآخر افلاس اور نکبت نے اپنی بھیانک شکل دکھلائی اور جو کچھ ماں باپ یا خویش اقارب سے ترکہ میں ملا تھا۔ نقد تو عیاشی اور فضول خرچی میں اڑا دی باقی رہی جائداد اس کو سودی روپیہ پر گروی رکھکر بال بال سودی قرضے میں بندھ گیا جسکا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ بزرگوں کا تمام اندوختہ بنئے مہاجنوں کے باپ داووں کی جاگیر ہو گیا۔

ہمارے تو خیال ہی میں اور سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اسلام نے صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہو۔ یعنی اس امر پر کہ مسلمان کو روپیہ ہی جمع کرنے کے وسایل بہم پہنچانے چاہیئے خواہ وہ دوسرے کے تباہی اور ہلاکت کا ذریعہ کیوں نہ ہوں۔ اسلام کا منشا تو جہاں تک غور کیا جاتا ہے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تدبیر کی جاوے کہ جس سے روپیہ بٹتا ہوا رہے نہ تو کوئی ایسا ہو جاوے کہ تمام غریب اور متوسط درجہ کے غربا کی تمام جائدادیں اس کے قبضے میں آ جاویں اور وے اس کے قرضے سے بال بال بندھ جاویں اور نہ بالکل مفلس قلاش ہو جاوے اور سب کو کہ دیوے یہی وجہ ہے کہ اوسنے کلو واشربوا ولا تسرفوا۔ جیسی پاک تعلیم دیکر ہمکو ایسی حرکات سے بچانے کا ذریعہ سمجھایا جو کہ مفلسی اور تنگدستی کا ذریعہ ہے اور امیروں اور صاحب جائداد صاحب وسعت اصحاب کو زکواۃ دینے کا حکم دیا اور غیر ہیوں یتیموں اور [illegible] کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ [illegible] کرنے کا حکم دیا اور دوسرے طرف [illegible] کی بے ثباتی [illegible] ظاہر کیا کہ یہ تمام چیزیں چند روزہ فانی ہیں اس لئے ان سے وہ کام لو کہ جس کے لئے دراصل یہ چیزیں ہیں مثلاً اگر ایک آدمی کو مال و دولت کثرت سے خدائے تعالیٰ نے عطا کی ہے تو وہ محض اس لئے نہیں ہے کہ مزے کرے اور گل چھرے اڑائے یا چور نگ بن جاوے اور کسی اپنے بنی نوع کو فطرہ میں نہ لاوے بلکہ رات دن اسی فکر میں منہمک رہے کہ کسی طرح یہ روپیہ بڑھے اور ترقی کرے نہیں نہیں! بلکہ یہ اس کی ایک آزمایش کا ذریعہ ہے جس سے اسپر بہت سے حقوق واجب ہو جاتے ہیں یعنی اس روپیہ اور شے سے وہ کام لینا جس کے لئے وہ عطا کیا گیا ہے یعنی حق بحقدار رسانیدہ پر عمل درآمد کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر دولت اکٹھی کرنی چاہتے تو بہت کچھ اکٹھی کر سکتے تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے جو دنیا کی بے ثباتی کے نقشے کھینچے تو اسکا ان وجودوں پاک مبارک وجودوں پر وہ اثر پڑا کہ جسکا ایک نمونہ جناب آدم ثانی حضرت مولانا سید الاسلام ابوبکر صدیق علیہ الصلواۃ والسلام کی مبارک لائف کا ایک زریں ورق ہے کہ تمام اندوختہ کو راہ خدا میں خرچ کر دیا اور صرف صرف ایک کمبل رکھ لیا

مگر نتیجہ جانتے ہو کیا ہوا؟ کیا اس سے ابو بکر قلاش ہو گیا یا اسپر ادبار نکبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے؟ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اوس تمام دولت و ثروت و حشمت کا مالک وہی بنایا گیا جس نے زر سے پیار نہیں کیا تھا بلکہ مولا کریم کی چاہت و محبت و الفت سے اسکا سینہ ایسا منور ہو گیا تھا جیسے ایک قندیل۔ اس میں شک نہیں کہ جس نے دنیا کی دولت کو لات ماری ہے اس کے قدم اس مادی دنیا کی دولت و ثروت چوما کرتی ہے اور جو اسکا غلام بنتا ہے وہ طرح طرح کے عذاب کے شکنجون میں گرفتار رہکر رنج و محن کا وارث ابدی بنتا ہے۔

آپ جیسے متبحر عالم کا یہ فرمایا کہ مذہب سے بہتر اہے، عمل کیا یا مگر وہ سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہودی نصاری سبہی تو مذہبا اس کے مخالف ہیں اور پھر کہلم کھلا خزانے و ہر لے سے بہی لیتے ہیں اور دیتے بہی ہیں یہان تک کہ روم و مصر میں بہی برابر سود کا لین دین جاری ہے۔ نہایت ہی قابل افسوس کارروائی ہے۔ کیا حضرت! روم و مصر کا روپیہ اور یہود اور نصاریٰ کا چلن ہمارے لئے حجت ہو سکتا ہے! ہرگز ہرگز نہیں! ہم تو یہی کہینگے کہ روم و مصر جو ادبار کی حالت میں ہیں یا ان میں جو کچھ کمزوریان ہیں وہ اسلامی احکام کی بے قدری کرنے کی وجہ سے ہی ہیں آخر اسلامی سلطنت سات آٹھ سو برس جو ہندوستان میں رہی ہے۔ اور ترقی کے معراج تک پہنچی ہے وہ سود خوری سے تو ہرگز نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلامی احکام زیر نظر رکہنے اور اسپر عمل درآمد کرنے کی وجہ سے ہی اسلام نے اپنے پیروؤن کو بادشاہ اور دنیا کا فاتح و مظفر و منصور بنا دیا۔ مگر روم و مصر نے اپنے بزرگون کا چلن ویسے جانشین ہیں رد کر چہوڑ دیا۔ اور یورپ کی تقلید اختیار کی محض اس لئے کہ یہ کامیابی کا زینہ ہے مگر انکی وہ مثل ہوئی کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے۔ پس میرے خیال میں اگر آپ روم و مصر کا حوالہ ہی نہ دیتے تو بہتر تہا کیونکہ روم و مصر ہمارا قبلہ و کعبہ تو ہیں نہیں کہ ان کا رویہ ہمارے لئے حجت ہو سکے جس کے واسطے ہم قرآنی احکام کو پس پشت ڈالکر روم و مصر کے روپیہ کے گرویدہ ہو جاویں۔

ہم تو یہان تک غور کر کے سوچتے ہیں ہماری عقل تو یہی فیصلہ کرتی ہے کہ سود کا چلن نہ صرف مسلمانون کے لئے بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مہلک مرض کیطرح سراسر خرابی سے مملو ہے۔ سود کا منشاء تو یہ ہے کہ مال میں بڑہوتری ہوتی جاوے جس میں نہ تو محنت کی ضرورت اور نہ ہاتھ پاؤن سے کام لینے کی حاجت ہو یہی وجہ ہے کہ بعض مہاجن جنہون نے محض سود خوری کا وتیرہ اختیار کر رکہا ان کے پیٹ ایسے پہول جاتے ہیں کہ ان سے اٹھنا بیٹھنا دوبہر ہو جاتا ہے منجملہ دیگر وجوہات کے سود کی حرام مطلق ہونے کی ایک وجہ یہ بہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے آدمی سست کاہل اور نکما ہو جاتا ہے اور یہ بہی سچ کہ جب بیٹہے بیٹہائے سودی روپیہ سے فوائد حاصل ہوتے رہیں اور کافی رقم ہاتھ آتی رہے تو محنت کرے ان کی بلا۔ کیونکہ یہاں یہ تو ڈر ہی نہیں ہے کہ سستی اور کاہلی سے کہیں گہاٹا نہ آوے بلکہ یہاں تو ہمیشہ بڑھوتری کی ہی امید ہے۔ اگر کسی قرضدار نے قرضہ دینے میں تاخیر کی تاہم اصل رقم معہ سود کے کہیں نہیں جا سکتی۔

معہ چلانے پر معہ سود و خرچہ وغیرہ کے ملجانا ایک لازمی بات ہے اور اگر بفرض محال اس صورت میں بہی کسی قسم کے دشواری پیش آگئی یعنی قرضدار کے پاس روپیہ نہ ہوا تو گہر بار معہ اسباب قرق کر کر گہر بار سے بے دخل کر دینا سود خور کے نزدیک ایک سہل سی بات ہے پس بتلائیے کہ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ سوداگری کے لئے مال خریدے محنت و تکلیف برداشت کرے پھر ایسے ہی اسکو فروخت کرنیکا ناگوار بوجہ برداشت کرے۔

اس میں شک نہیں کہ اپنے کمائی سے انسانی قوتی کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے قرآن شریف کا منشاء یہ ہے کہ تمام قوتی کو مناسب موقع پر استعمال کیا جاوے اور ان سے وہ کام لیا جاوے کہ جس کے لئے وے بنائی گئی ہیں اس لئے ان سے ایسے کام سے منع فرمایا جسکا وجود ہی باعث خرابی ہو۔ قرآن نے احسان کرنے مروت کرنے کی تعلیم محض اس لئے نہیں دی کہ ہم اسکو پس پشت ڈالکر خود غرضی میں مبتلا ہو جاویں بلکہ اسلئے کہ اسپر عمل درآمد کریں اور بنی نوع انسان کو اسکے ذریعہ سے فایدہ پہنچاویں اگر روپیہ ہے تو غریبوں اور ناداروں کا بہلا کرنا اور انکی دستگیری کرنی وقت پڑے پر ان کی مدد کرنی نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی ہے مگر جسکو سود خوری کا چسکا لگ گیا وہ نہ تو احسان کر سکتا ہے اور نہ اسکی آنکہون میں مروت آسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالے نے سود خوری کے واسطے فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا و یربی الصدقات اور فی الحقیقت سود کی رسم مٹانے کے لایق ہی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف ایک اخلاقی گناہ سرزد ہونا ممکن ہے بلکہ بہت سا غدر کرنا چاہئے کہ اگر ہمکو خدا نے دولت دی ہے تو وہ اس لئے تو ہے ہی نہیں کہ اسکو سینت سینت کر رکہیا ایسا کہ اسکو ہوا نہ لگے۔ بلکہ محض اس لئے ہے کہ اس سے اپنا کام بہی نکالیں اور غریبوں اور ناداروں کا کام بہی نکالیں مگر سود خوری کا لالچ ایسے وقت کہ اگر دولت ہے اور بد قسمتی سے سود خوری کا مہلک مرض لگ گیا ہے تو یہ سکہلاتا ہے کہ ایسے دینے سے اتنا نقصان ہوگا اور سودی دینے سے اتنا فائدہ پس وہ بہلا اسکی نیکی اور اخلاقانہ کارروائی کو چہوڑ دیتا ہے جس سے احسان و مروت ایسی کافور ہو جاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ کیا اس کے لئے یہ ضروری نہ تہا کہ اپنے ایک ہم جنس کی غریبی ناداری تنگدستی پر رحم کرتا اور اسکی بیکسی پہ کچھ تو نظر شفقت کرتا کرتا تو سب کچھ مگر سود خوری کا چسکا جو اسکو لگا ہوا تہا اس کے لالچ نے اسکو ایسے پاکیزہ اخلاق سے روک دیا کہ جسکا ہونا ایک ایسے ذات میں ضروری اور لابدی ہے کہ جسکو دولت و مال عطا کیا گیا ہے پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سود خوری سے خود غرضی۔ طمع۔ لالچ۔ قطع رحمی۔ بے مروتی۔ ناحق شناسی۔ کنجوسی۔ تنگدستی بخیلی وغیرہ بداخلاقیان پیدا ہو کر انسان کو ایک وقت ایسے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں کہ اول درجہ کا بے رحم۔ ظالم۔ جابر۔ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ دوسرون کی جائداد کو قرق کرانے میں ذرا بہی نہیں جہجہکتا اور ذرا نہیں اس کے ظلم و ستم سے بہرے ہوئے دل میں قرضدار کی غریب اولاد کا ترس آتا کہ وے آفت کے مارے اور بد قسمتی کے مارے کہان رات بسر کرینگے کیسے اپنے زندگی کاٹینگے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے اخلاق سوز اور اخلاق کے خرمن میں آگ لگانے والی رسم کا قلع قمع کیا اور صاف فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا۔ کیونکہ اس سے بندگان الہی کی ہلاکت اور تباہی پوری پوری ہو جاتی ہے چند روپیہ لیکر بڑا غرق ہو جانا امر ممکن ہے لطف یہ ہے کہ حضور کے آگے سود کے لینے دینے میں کوئی اخلاقی برائی تو سمجھہ میں نہیں آتی مگر ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ اخلاقی بھلائی ہے۔ یا یہ کہ اخلاق کا اعلےٰ نمونہ ہے کہ ایک شخص نے سودی روپیہ لیا اور بعض وجوہات سے ادا نہ کرسکا میاں سود خوار نے نالش ٹھونک دی قرضدار کے پاس کچھ تو تھا ہی نہیں آخر سود خوار صاحب کی نظر غریب کے مکان رہایش پر لگی لہذا ڈگری ہوئی پر اسکو قرق کرا کے چلتے ہوئے اور نہ اس غریب کے بال بچوں کی اور اس کے بے گھرے بے درے ہونے کا خیال کیا اور نہ اس کے افلاس اور تنگدستی پر رحم کھایا۔ شاید آپ کے نزدیک یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہو تو ہو پر ہم تو اسکو سود خوری کی اخلاقی برائی کہیں لا کر سود کو مضر ہونے کے لئے ایک ایسی معقول دلیل تصور کرتے ہیں کہ جس سے رحم شفقت علیٰ خلق اللہ۔ احسان۔ مروت۔ عطا۔ فیض وغیرہ کا کافور ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور قطع رحمی۔ بداخلاقی بلکہ کج خلقی بے رحمی ظلم و ستم۔ بلکہ جور و ظلم غریب کشی پر دال تصور کرینگے۔ غرضکہ جہاں تک ہم غور کرتے ہیں ہماری سمجھہ میں تو عقلی اور اخلاقی برائی نہ ایک نہ دو بلکہ بہت سی سمجھہ میں آتی ہیں گر آپ ہیں تو عقلی اور اخلاقی برائی سے ہی منکر ہیں مگر ہماری سمجھہ میں نہیں آتا کہ آپ کس عقل اور اخلاق کی کسوٹی سے اسکو پرکھتے ہیں جو وہ آپ کو شاہراہ سے کوسوں دور لیجاتی ہے۔ جس سے کہ آپ کو سود خوری کے جواز پر کوئی عقلی اور اخلاقی گناہ نظر نہیں آتا حالانکہ ہماری تحقیقات اسکو سراسر بداخلاقی اور بے عقلی یقین کراتی ہے۔ کہ ایسی بات کا رواج دیا جاوے کہ جس سے بنی نوع انسان فتنہ میں پڑ کر تباہی اور ہلاکت کی جانگداز بھٹی کا کندا بنیں۔

پھر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اسلام کے علاوہ تمام دوسرے ادیان میں ہم ایسے رخنے نکال سکتے ہیں مگر سود کے مسئلے نے ہماری ساری شیخی کرکری کر دی اور منہ پر مہر لگا دی۔ دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھہ کا ٹینٹ ہے۔ قرآن میں تو مسلمانوں کو صرف سود لینے کی مناہی ہے اتنی مناہی نے بھی مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا کہ جس کے پاس بزرگوں کی متروکہ دولت تھی کچھ اور نہ کرتے تو سود کے ذریعہ سے اسکو بڑھاتے شرعیہ ممانیت نے یہ بھی نہ کرنے دیا“ الحقوق والفرائض حصہ دوم صفحہ ۱۴۹

سچ ہے مولانا! شریعت نے بہت برا کیا جو مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا اور ان کو بزرگوں کی متروکہ دولت کو بذریعہ سود کے ترقی دینے سے روک کر صریح خسارہ میں ڈالا۔ جبھی تو آپ کو یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ اگر دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ میں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھہ کا ٹینٹ ہے کیوں نہ ہو اسلام نے کام ہی ایسا برا کیا ہے جو اسکے روشن اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا نام ٹینٹ رکھا گیا ہے اگر اسلام سود کے جواز کو حرام نہ کرتا اگر اسلام بیع کو حلال نہ کرتا تو نہ مسلمانوں کو بقول آپ کے نقصان اٹھانا پڑتا اور نہ اسلام کی روشن آنکھیں ٹینٹ اپنا نام رکھاتیں۔ مگر اسلام کی بدقسمتی افسوس صد افسوس

کہ اسکی بدقسمتی کا اثر جناب کے وجود باجود پر بھی اثر کئے بدون نہ رہا اس نے آپ کی ساری شیخی کرکری کر دی اور آپ کے منہ پر مہر لگا دی۔ مگر سوال یہ درپیش ہوتا ہے کہ جب مہر لگ گئی تھی تو جواز سود کی تدبیریں کیسے آپ بیان کر سکے ساری شیخی کی کرکری کو تو ہم مان لیتے ہیں اور شرح صدر سے مان لیتے ہیں مگر مہر لگنے کے بعد جواز سود کی تدبیریں بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ مہر تو ہرگز ہرگز نہیں لگی ہو نہ ہوا ایسا ہوا کہ کسی مجلس میں یا کسی سود خور حضرت سے مقابلہ کے وقت اسکی حرمت کی توجیہ کرنے سے آپ قاصر ہو گئے ہونگے۔ یعنی اسوقت آپ سے اس کی گرفت اور اعتراضوں کا جواب شاید نہ بنے کے حالت میں آپکو خاموش ہونا پڑا ہوگا اس لئے اس مضمون کے لکھنے وقت وہ سمان آنکھوں کے سامنے پھرنے سے آپ مہر کا لفظ نکال بیٹھے ورنہ فی الحقیقت ہم کو مہر لگ جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وجہہ یہ کہ اگرچہ آپ نے سود خوری کے لئے بہت ہاتھ پیر مارتے ہیں تاہم اسباب کا تو ضرور اقرار کرنا پڑا یا یوں سمجھئے کہ حرمت سود پر جو اسلام نے جابجا قرآن پاک میں ارشاد فرمائے ہیں اس کے اقرار کا پیالہ تو ضرور آپ کو پینا پڑا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ حرام کا اقرار کرنے سے آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کی آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے اور زبان ہلانے سے آپ مہر لگی کے مصداق ثابت ہوتے ہیں۔ رہا شیخی کا کرکری ہونا اسکو تو ہم تسلیم ہی کر چکے ہیں۔ مگر مولوی صاحب اسلام بیچارہ بھی کیا کرے وہ تو اپنا نام ہی آپ اسلام رکھانے سے آپ جیسے وجودوں کی واویلا دیکھکر پچتا رہا اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اے کاش! میرا نام اسلام نہ رکھا جاتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ میرے اسلام نام نے ہی مجھکو مجبور کیا ہے کہ میں ایسی تمام رخنوں کا قلع قمع کروں جن سے قوی انسانی کی بےحرمتی ہوتی یا جس سے بنی نوع انسان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں یا ہلاکت اور تباہی کی اچانک یا بے وقت لاٹھی ٹوٹتی ہے۔ ع۔ اب پچتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ آپ کی ساری شیخی کی کرکری ہونیکا جب خیال آتا ہے اور آپ کے منہ پر مہر لگنے کا آپ کے قول کے بموجب جب سمان آنکھوں کے سامنے پھرتا ہے تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اے کاش! اسلام اگر ہمدردی کا سبق نہ دیتا اور قوائے انسانی کو برمحل و موقع استعمال کرنے کی تعلیم نہ دیتا اور انسان کو کاہل سست اور بے کار بیٹھے رہنے کی تعلیم دیتا اور کوشش و محنت کرنے کا سبق نہ پڑھاتا یا ظلم و ستم اور جور کو جڑ سے اکھیڑنیکا بندوبست نہ کرتا دوسرے کی امداد کرنی یعنی غریبوں ناداروں تیموں بیکسوں بیکسوں کی خبرگیری کا حکم نہ دیتا قطع رحمی۔ بے مروتی بے رحمی لالچ۔ طمع۔ حرص۔ دوسروں کا مال ہضم کرنے کا سبق پڑھاتا تو نہ تو اسکی روشن آنکھیں ٹینٹ کہلاتیں اور نہ اس کے وجود پر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا مگر اسلام نے کام ہی ایسا کیا ہے کہ ایک طرف ان باتوں سے روکنا چاہا جو ہلاکت اور تباہی کا پیش خیمہ ہیں دوسری طرف غمخواری اور ہمدردی کے پہلو کو مدنظر رکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسکا یہ خیال کہ روپیہ بٹا ہوا رہے اور دنیا کی تمام دولت چند ایک کے پاس نہ جاوے اور اسطرح بنی نوع انسان تباہی و خسران میں سے بچ جاویں ضرور قابل قدر تھا مگر زمانے کی نیرنگیاں فلک

الاملاک کے ظلم وستم سے آخر کار ہمارا اسلام پر بھی حملہ کر ہی دیا۔ پہلے تو ہم نے یہی سمجھا تھا کہ یہ صرف مادی دنیا ہی کے عاشقون اور عشق مزاجون کا ہی دل جلایا کرتا ہے اور ان کو ہی طرح طرح کی ٹھوکرین کھلایا کرتا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ چرخ کہن غمخوارون ہمدردون کا بھی جانی دشمن ہے اور ہے بھی سچ دنیا میں یہی سلسلہ جاری ہے یا یون سمجھو کہ مادی دنیا کی گہاتیں بڑی نامراد گہاتیں ہیں یہ ہمیشہ سے ہر ایک کے ساتھ بطلے تن اغیار و الامعاملہ کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اس نے کسی سے وفاداری نہیں کی دیکھو کہ جب اسلام نے عرب جیسے ظلمت کدے میں جنم لیا اور یہ حضرت الاسلام اُلٹے اپنی ہمدردی دکھلانے یعنی آپ کے دل نے جوش مارا کہ عرب کے پوت پتھر پرستی کو چھوڑ دین اور خدا پرستی اختیار کرین اخلاق رزیلہ کو چھوڑ کر اخلاق کیسے کیسے بہادر اور بہادر پوت نہ تیغ کر گئے کیسے کیسے ان کی درگت بنائی گئی کہی دفع تو ان کو اپنی جان کے ہی لالے پڑ گئے پر یہ حضرت نہ ہمدردی سے ہٹے اور نہ غمخواری کا خبط ان کے دماغ سے دور ہوا بلکہ جون جون ان کے فرزند زیادہ سے زیادہ ان کے مقصد ادا کرنے میں کام آئے تون تون ان حضرت کا غمخواری ایک آگ تھی اور ان کے بہادر فرزندون کا اپنے مقصد ادا کرنے میں جانیں دینا تیل کا کام دیتا تھا جس سے کہ ہمدردی اور غمخواری کی آگ ان کے سینہ میں اور بھی بھڑکتی تھی۔ آخر کار وہ وقت بھی آ گیا کہ کامیابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور ان کو دولہا بنایا گیا یہ کامیاب اور بامراد ہوئے اور ان کے مخالفت کرنے والی مادی دنیا معہ اپنے دنیا پرست فرزندون کے ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر اور لوگون کو کرشمہ نامرادی اور ناکامی دکھلا کر حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ غرضکہ ہمدردون کے ساتھ ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے وجہ یہ کہ ان کے اندر ہی ایک طرح کا عشقی مادہ سرایت کر گیا ہوتا ہے اور اس لئے اس کی ہمدردی کی بے قدری کرنے والے جہان پیدا ہوتے ہیں وہان قدردان بھی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوتے ہیں مگر یہ حق ہے کہ ابتدا میں بے قدرون کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور قدردان تھوڑی مگر ہوتے دونون فریق ضرور ہیں اس لئے بے قدرو ان حضرات زیادہ سے زیادہ نکتہ چینیان کرنا ہی باعث فخر خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کی ظاہر بین آنکھ کو عیب ہی عیب نظر آتا ہے تو اب کی کوئی توجہ کی طرف نہ تو وہ خیال ہی کرتے ہیں اور نہ سوچتے ہیں بس جو منہ میں اور خیال میں آتا ہے کہہ اٹھتے ہیں ورنہ بات تو سیدھی سی ہے کوئی پیچ دار بات نہیں تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ سود خورون کو ذریعہ کسقدر ظلم ڈہائے گئے ان کے وجود کیسے خرابی کا باعث اور ہلاکت کا ذریعہ ہوئے انہی کی ہی بدولت بد چلنی اور عیاشی کی جرات ہوئی جس کے باعث بزرگون کی متروکہ دولت کہڑے کہڑے آنکھون کے سامنے نیلام و قرق ہو کر بنئے مہاجنون کے باپ دادون کی جاگیر ہو گئی وہ جو ایک وقت خود ایسے تہے کہ کسی آپنے سے ہیٹے غریب نادار کو خطرے میں نہیں لاتے تہے ہر وقت رو پئے کے نشہ میں مخمور رہتے تہے امیری اور دولت اور صاحب جائداد ہونیکا نشا۔ اب ایسے پڑے مکہیان مار رہے ہیں کہ کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ میان تم کس باغ کی مولی ہو؟ مگر کیا کرین؟ شومئ اعمال نے یہ روز بد دکہایا اگر اسلام کے تابعدار رہتے احل اللہ البیع وحرم الربوا کو زیر نظر رکہتے تو آج ہلاکت اور تباہی کی مجسم تصویر بنکر باعث عبرت ہوتے

اس میں شک نہیں کہ آپ کی بیان کی ہوئی تدبیرون پر مسلمانون کے سود لینے سے یہ تو ضرور ہوگا کہ مسلمانون کی جائدادین جو آئے دن بنئے مہاجنون کے ہاتہون جاتی ہیں نہ جاوینگی مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ بنئے مہاجنون کے قائمقام مسلمان ہو کر۔ ع۔ مرے کو مارین شاہ مدار۔ والی مثال کو پورا کرینگے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ نہ تو ہمدردی ہوگی اور نہ سودی روپیہ لینے کا چلن بند ہوگا اور نہ عیاشی اور فضول خرچی کے روکنے کا سدباب ہوگا مگر کہے کون اور سمجہائے کون یہان تو یہ حالت ہے کہ شریعت اسلام نے بڑا کیا اور بہت بڑا کیا کہ سود کے لینے کو منع کیا جس سے مسلمانون کو معتدبہ نقصان پہنچا بزرگون کی متروکہ دولت کو سودی پنجہ لیکر بہا تے تو واری نیارے ہو جاتے ہیں مسلمان مسلمان بہائی کا گلہ کاٹنے کسی ہندو کافر مشرک کو یہ موقع ہی نہ ملتا مگر مسلمانون میں جواہل دولت تہے سود کی ممانعت کر کے اسلام نے لٹیا ڈبو دی اس میں شک نہیں کہ دنیا نے اس وقت اپنی بہار اور جوبن کی جہلک ایسی دکھلائی ہے اور وہ ایسی عروس حسین مہ جبین سرو قد سمیں عذار نرگس چشم سنبل زلف بنکر نکلی ہے کہ زاہد صد سالہ بہی اسکو دیکہکر لٹو ہوا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے دنیا پرستی کی آوازون نے ہمارے مغز کو چاٹ لیا ہے۔ مگر دین کا ظرف ایسا خالی رہ گیا ہے کہ اس میں خال خال کوئی نظر آتا ہے مگر ہے ضرور اس لئے ہر ایک کیہ وجہ دنیا کی طرف ہی جہکتا ہے ظاہر ہے کی بات ہے کہ جس طرف کی کشش زیادہ ہوگی ادہر اسی طرف جہکنا لازمی امر ہے الناس علی دین ملوکہم تو سنا اور پڑہا ہی تہا مگر اب مشاہدہ نے اسکو سچ کر کے دکہلا دیا پتلون کوٹ کالر نکٹائی کی بہار تو دیر سے قول مذکورہ بالا کی تصدیق کرتی تہی مگر یہ امید کم تہی کہ جبہ پوش حضرات پر بہی الناس علی دین ملوکہم حملہ کئے بدون نہیں رہیگا مگر مشاہدہ نے یہ بات بہی آسان کر دی کہ وہ جو دین کے سمجہنے کے دعوے دار تہے جن کو دعوے تہا کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے اس بات کی طرف مطلق نہ دہیان کر کے کہ اسلام نے سود کو کیون حرام کیا ہے اس کے جواز کی وہ وہ تدبیرین پیش کیں کہ تو بہی بہلی۔

اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "سب سے آسان تدبیر جو سوجہہ پڑتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے اپنے تئین حکم ممانعت سود کا مامور بہ اور مخاطب ہی قرار نہ دین تو یہ اس سے بدرجہا بہتر ہوگا کہ مامور بہ اور مخاطب بنکر بیباکی اور شوخ چشمی کے ساتھ خلاف حکم کرین۔ معتقدات اور عبادات کے علاوہ معاملات کا اثر لگا ہمارے پیچہے ایسا لگا ہے کہ ہم حکم تشریع کی تعمیل کرنا چاہین بہی تو نہیں کر سکتے ایک آدہ ہو تو کہی جاوے۔ رجم زانی قطع ید سارق مسلمانون کے مقابلہ میں نامسلم کی شہادت۔ میعاد۔ سماعت حدود وغیرہ احکام شرعی ہیں کہ انگریزی عملداری میں معطل ہیں قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اب نہ ہندوستان میں پورا اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں" الحقوق والفرائض حصہ دویم صفحہ نمبر ۹۴۔

اس میں شک نہیں کہ یہ بہانہ بہت عمدہ دستیاب ہوا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں اس سے بہت ہی آزادی کی صورت نکل آوی۔ اور سارے جہگڑون بکہیڑون سے پاک ہونے کی سبیل تیار ہوگی

کیون جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان
مین بہ وجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے
اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی مین آ ئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ
نہایت ہی ضروری ولازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنے کو نماز کا روزہ
کا حج کا زکوۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں
کیلئے خدا نے دہڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی
رکاوٹ نہیں۔ ہان انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے
شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کیطرف سے کوئی فکر ہی نہیں اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی
ہے باقی بچی ہوئی کس مپرسی کی حالت میں ہو گئی ایکطرح نکاح طلاق وغیرہ قواعد کی تو پرواہ
بہی ضروری نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کیئے
جاسکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کیسے یقینی ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی تمام کا صفایا ہوا
جاتا ہے پھر مولوی صاحب الحقوق والفرائض کی تصنیف کا ناگوار بوجہ بہ دالحت کرنا چہ معنی دارد
کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تھی جسمیں سے بعض امور کے ہم مامور بہ مخاطب
ہی نہیں جو کسی نئی لباس پہننے کا حق رکہتا تہا ؟ ہرگز نہیں ! پھر آپ یہ کیا کر بیٹھے ؟ تبلائے کہ آپکو
اس اصول کو مدنظر رکہکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا چوری کا عیاری کا ٹھگی کا ۔ ڈکیتی کا مامور بہ اور
مخاطب نہ سمجہکر یہ کام شروع کردے تو اسکو قابو کرنیکے لئے کیا دلیل ہو سکتی ہے یعنی اسکو عدم جواز
اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہماری تو یہ سمجہ میں آتا ہے کہ اس کو دریعہ سے تمام
اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا ارتکاب ہمارے پیچھے لگا ہے کہ ہم حکم شرع
کی تعمیل کرنا چاہئیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہئین تو
کرسکتے ہیں اور اگر نہ چاہئیں تو نہیں کر سکتے ہیں۔ خود دیکہیئے کہ ! کیا ایک شخص چاہے
تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا ! بے شک رک سکتا ہے ایسے
ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بہی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر
ایک شخص دوسرون کے حال و مال پر رحم کرنا چاہیئے تو سود کہانے سے
بے شک پرہیز کر سکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے
مرض نے اس میں اپنا گہر نہ کر لیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہیئے تو سود
روپیہ لینے سے پرہیز کر سکتا ہے۔ ہماری تو سمجہ میں آتا ہے کہ مذکورہ بالا
معاملات انسان چاہیئے تو کر سکتا ہے اور نہ چاہیئے تو نہیں کر سکتا اور اسی
طرح تمام قرآن کے اوامر و نواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش
کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عمل درآمد کر سکتا ہے پھر تبلائے کہ اڑنگے کی
کیا دال گل سکتی ہے ؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہو گئی تو
بقول ان کے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بہول گئے۔ اپنے حالت کو حکم
ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کر دیا یا زنا اور شراب وجوے
کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہو گئے اور لگے گل چہرے اوڑانے
اور آئے روز شوق سے اور مزے سے اوڑانے مگر مامور بہ اور مخاطب
تو ضرور ہین۔ غضب ! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے
مگر آپ یہ پٹی پڑہاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ
ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ
ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیون اور بدکاریون کے
لئے بہترین اصول ہو سکتا ہے۔ ہان رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ الٰہی حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ
اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت
سود کا زنا کا چوری کا ڈکیتی کا شراب خوری قمار بازی کا تو ضرور مخاطب و مامور بہ
ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاوین کہ صرف حالت اور دولت کے . . . . .

نشے میں ایسے مخبوط الحواس ہو جاوین کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئین مامور
بہ اور مخاطب نہ سمجہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بہی ہمارے
پر آجانا ممکن ہو کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ وغیرہ کا بہی مامور بہ
اور مخاطب نہ سمجہکر اباحت اختیار کریں اور یہ تو آپ نے فیصلہ ہی کر دیا ہے
کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں اس لئے
جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوے بدکاری کے سیلاب کا بند کہول
نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکہٹا نہیں کرتے
ہماری تو یہی سمجہ میں آتا ہے۔ یہان تک ہم نے طور خوض سے کام لیا ہے کہ
ایسے اشارے ان لوگون کے لئے جنہون نے بدی اور بدکاری کا
وتیرہ اختیار کر رکہا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں۔ مسلمان نوابون اور
امیرون میں سے اکثرون نے جو احکام شریعت سے اغماض کرکے ہر ایک
بات میں اعتدال سے باہر قدم رکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بہی کسی آپ
جیسے مہربانون نے سبق پڑہائے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے سردست بس کرتا
ہون جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچہہ اور بہی عرض شاید کر سکون بشرطیکہ
تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکہنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف
ایک مسئلے کے عیب و ثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے ورنہ ہمیں جہگڑون
سے اپنے کو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں یہ
اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چیانملی۔

۱۷ / دسمبر ۱۹۰۷ء

استفسار بمعہ جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام عریضہ کردہ بودم در باب بیان نمودن معانی صفات اللہ تعالےٰ
مثل وجہ اللہ۔ ونور۔ ومحیط۔ ونحن اقرب۔ وھو معھم
این ما کانوا۔ واز طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمدہ کہ آنچہ
اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا
کنید۔ الغرض من ایمان آوردہ ام بفرمودہ اللہ تعالےٰ و تفصیل آن حوالہ بخدا
میکنم و کردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالےٰ جل شانہ
فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ الا انہ
بکل شیءٍ محیط۔ ونحن اقرب الخ۔ ھو الاول والاخر والظاہر والباطن
الخ۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم
ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا ج نزد من بندہ
از روی پہنست معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روی خدا نور آسمانہا است و نور
زمین است۔ آگاہ باش او بہر چیز گرد اگرد است۔ ما نزدیک ہستیم۔ او
اول است و آخر است و آشکارہ است و نہان است نیست ہیچ گروہ مگر

کیون جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان میں بہ وجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور اونہیں ہوتے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی میں آ سے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری ولازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں کیلئے خواسنے دہڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہان انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کیطرفسے ڈر کیا ہے اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی ہے یا اسکی اسکس مپرسی کی حالت میں ہوگئی ایکطرح نکاح طلاق وغیرہ قواعد کی کم نہری بھی ضروری نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کئے جاسکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کیسے یقینی ہوسکتے ہیں لہذا یہ بھی تمام کا صفایا ہوا جاتا ہے پھر مولوی صاحب الحق والفرق کی تصنیف کا ناگوار بوجھ برداشت کرنا چہ معنی وارد کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تھی جسمیں سے بعض امور کو ہم مامور بہ مخاطب ہی نہیں جو کسی انکو لباس پہننے کا حق رکھتا تھا ؟ ہرگز نہیں ! پہر یہ کیا کر بیٹھے ؟ بتلائے کہ آپکو اس اصول کو مدنظر رکھکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا چوری کا عیاری کا ٹھگی کا ڈکیتی کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر یہ کام شروع کردے تو اسکو قابو کرنیکے لئے کیا دلیل ہوسکتی ہے یعنی اسکو عدم جواز اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ ہماری تو سمجھ میں آتا ہے کہ اس کو مدیہ سے تمام اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اڑلگا ہے تو پھر لگتا ہے کہ ہم علم شرع کی تعمیل کرنا چاہئیں تو نہیں کرسکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہئیں تو کرسکتے ہیں اور اگر نہ چاہئیں تو نہیں کرسکتے ہیں۔ خود دیکھو کہ ! کیا ایک شخص چاہے تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا ؟ بے شک رک سکتا ہے ایسے ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بھی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر ایک شخص دوسرون کے حال و مال پر رحم کرنا چاہئے تو سود کھانے سے بے شک پرہیز کرسکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے مرض نے اس میں اپنا گہر نہ کرلیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہئے تو سودی روپیہ لینے سے پرہیز کرسکتا ہے۔ ہماری تو سمجھ میں آتا ہے کہ مذکورہ بالا معاملات انسان چاہے تو کرسکتا ہے اور نہ چاہئے تو نہیں کرسکتا اور اسی طرح تمام قرآن کے اوامر و نواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عملدرآمد کرسکتا ہے پہر تبلائے کہ اڑ لگنے کی کیا دال گل سکتی ہے ؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہوگئی تو بقول اس کے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بھول گئے۔ اپنی حالت کو حکم مانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کردیا یا زنا اور شراب وجوئے کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہوگئے اور لنگوٹی چھوڑے اوڑا اپنے اوڈ آسے اور طوق سے اور مزے سے اوڑاسے مگر مامور بہ اور مخاطب تو ضرور ہیں۔ غضب ! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے مگر آپ یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیون اور بدکاریون کے لئے بہترین اصول ہوسکتا ہے سوا رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ کے الٰہی حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانیت سود کا زنا کا چوری کا ڈکیتی کے شراب خوری قمار بازی تو ضرور مخاطب و مامور بہ ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاوین کہ صرف حالت اور دولت کے . . . . .

لئے ہمیں ایسے مجبور اور لاچار ہو جاوین کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئین مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بھی ہمارے پر آجانا ممکن ہو کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکواۃ وغیرہ کا بھی مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر اباحت اختیار کرلین اور یہ تو آپ نے فیصلہ ہی کردیا ہے کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں اس لئے جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوے بدکاری کے سیلاب کا بند کہول نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکٹھا نہیں کرتے ہماری تو یہی سمجھ میں آتا ہے۔ شعبان تک ہمنے طور خود غرض سے کام لیا ہے کہ ایسے اشارے ان لوگون کے لئے جنہون نے بدی اور بدکاری کا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے بہت ہی مفید ہوسکتے ہیں مسلمان نوابون اور امیرون میں سے اکثرون نے جو احکام شریعت سے اغماض کرکے ہر ایک بات میں اعتدال سے باہر قدم رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی کسی آپ جیسے مہربانون نے سبق پڑھا رکھے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہوگیا ہے اس لئے سردست بس کرتا ہون جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچھ اور بھی عرض شاید کرسکون بشرطیکہ تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف ایک مسئلہ کے عیب و ثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے وبس ایسے جھگڑون سے اپنے کو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چیانفی۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء

استفسار بمعہ جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود و المہدی المسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عریضہ کردہ بودم در باب بیان نمودن معانی صفات اللہ تعالےٰ مثل وجہ اللہ۔ ونور۔ ومحیط۔ ونحن اقرب۔ وھو معھم این ما کانوا۔ واز طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمدہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا کنید۔ الغرض من بایمان آوردہ ام بفرمودہ۔ اللہ تعالےٰ و تفصیل آن حوالہ بخدا میکنم وکردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالےٰ جل شانہ فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ الا انہ بکل شیءٍ محیط۔ ونحن اقرب الخ۔ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن الخ۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ نزد من بندہ از روی لغت معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روی خدا نور آسمانہا است و نور زمین است۔ آگاہ باش او بہر چیز گرداگرد است۔ ما نزدیک ہستیم۔ او اول است و آخر است و آشکارہ است و پنہان است نیست ہیچ سرگوشی

او چہارم آن است و پنجم مگر او ششم آن است و نہ کمتر ازین و نہ زیادہ مگر خدا همراہ آنہا است ہر جا کہ باشند بہ علم آوردن بہ تفصیل و حقیقت آن حوالہ بخدا میکنیم زیرا کہ چنانچہ او بی مثل است ہمین طور ہر صفت او بی مثل است الغرض و خواست معانی از مسیح موعود علیہ السلام ازین سبب میکنیم کہ مفسرین دیگر طور میگویند۔ مثلاً از وجہ توجہ و از نور معبر و از احاطہ او احاطہ علم او و از قرب او قرب قدرۃ او و از ظاہر غالب و از معنی معیت علم او مراد میگیرند و میگویند کہ فرمودۂ خدا این است لہذا فیصلہ میخواہم کہ کدام معانی صحیح ہستند و فرمودۂ خدا کدام معانی است یعنی آن معانی صحیح است کہ کبن معلوم نمیشود و دیگر تفصیلش حوالہ میکنیم و یا معانی دیگر تفاسیر صحیح است کہ ہر صفت را تاویل دادہ است فقط والسلام

العارض غلام محمد افغان۔

جواب از طرف حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

واضح باد کہ مذہب ما ہمین است کہ درین امر ہیچ دخل نمی باید او چرا کہ خدا تعالے فرمودہ است لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار و آنانکہ دخل دادہ اند آنان اگر خطا کردہ اند معذور بقول خود خواہند نمود این قدر کافی است کہ امنا بہ کل من عند ربنا۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد۔

حقیقت نماز شایع ہو گئی۔

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیساکہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کو کم ہے یعنی معہ محصول ڈاک ۱۲؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان۔

رسالہ

ردّ چکڑالوی

الموسوم ظہیر نمبر اوّل

یہ ایک عجیب و غریب رسالہ ہے جو پڑھنے والے کو عام فہم عبارت میں تدبر اور تفکر سے کام لینے کی ہدایت کرتا اور غور اور خوض کرنے کی عادت ڈالتا ہے اور جس میں علمی اور عقلی طور پر صرف قرآن کریم سے ہی استدلال کر کے چکڑالوی کے خیالات کا قلع قمع کیا گیا ہے اس کا طرز بیان بالکل ایک نئے رنگ کا ہے جو پڑھنے والے کے اندر بفضل خدا ایک نئی روح پھونک دیتا ہے اور ایسی سادگی سے لکھا گیا ہے کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ الغرض یہ لاجواب رسالہ جس کا ایک ایک فقرہ قابل قدر ہے ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اور ہر ایک شخص کو خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ برہمو ہو یا دہریہ اس کے مصنف منشی محمد ظہیر الدین صاحب کے باریک اور عمیق خیالات سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

یہ رسالہ حضرت حکیم الامت نے بھی دیکھا ہے اور اس پر آپ نے یہ رائے دی ہے۔ "جو میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے اور جہاں تک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو مثمر بثمرات نیک کرے" نور الدین۔ ۷ جون ۱۹۰۷ء

یہ رسالہ دفتر الحکم قادیان سے ۵؍ پر مل سکتا ہے۔ چودہ جلدوں کے خریدار سے صرف للعہ روپیہ لئے جاوینگے محصول ڈاک ہر صورت بذمہ خریدار۔

"چیستان مرزا" کا حل۔

۲۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کو تیار ہو چکا ہے۔ تجویز ہوئی ہے کہ اس کو رسالہ کی صورت میں شایع کیا جاوے۔ کاپی لکھی جا رہی ہے۔ ایڈیٹر مرقع امرتسر جن کی درخواست پر یہ مضمون لکھا گیا ہے مطمئن رہیں کہ انشاء اللہ یہ چھپا ہوا رسالہ ان کی مقرر کردہ تاریخ کے اندر اندر ان کو ضرور پہنچ جاوے گا۔ گھبرائیں نہیں۔

ناظرین یہ جواب اس مضمون کا ہے جس کو ایڈیٹر صاحب نے دسمبر ۱۹۰۷ء کے مرقع میں انعامی رقم مبلغ پانسو روپیہ کے وعدہ پر شایع کیا ہے۔ والسلام۔

فضل دین مدرس قادیان۔

خطبۂ جمعہ

از حکیم الامۃ — ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله - اما بعد - اعوذ بالله من الشیطان الرجیم -
انما المؤمنون الذین آمنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله اولٰئک هم الصادقون ۲۶/۱۴

قرآن میں بہت جگہ پر اس قسم کا ذکر پایا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوا کرتے ہیں کہ زبان سے تو وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں مگر عملی طور پر کوئی کارروائی نہیں دکھاتے زبان سے وہ ایسی ایسی باتیں بھی کہہ لیتے ہیں جن کو اُن کے دل نہیں مانتے - چنانچہ قرآن کریم کے شروع میں ہی لکھا ہے - ومن الناس من یقول آمنا بالله وبالیوم الآخر وما هم بمؤمنین ۱/۱ ایسے لوگ اللہ پر ایمان لانے اور آخرت پر ایمان لانے کے زبانی دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل مومن نہیں ہوتے اسی لئے باوجود اس کے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مومنوں میں سے نہیں سمجھتا - وہ لوگ تو سمجھتے ہیں کہ ہم کو اللہ پر اور آخرۃ پر ایمان ہے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما هم بمؤمنین کہ وہ اللہ کے نزدیک مومن نہیں ہیں - ایسے ہی ایک اور جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے - اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنافقین لکاذبون ۲۸/۱۳ کہ بہت سے آدمی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اے محمد صلعم تو ہمارا رسول ہے لیکن ہم قسم کھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹے ہیں اور منافق ہیں کیونکہ ان کا عمل درآمد ان کے دلی ایمان کے خلاف ہے - اور جو باتیں یہ زبان سے کہتے ہیں اُن کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

انما المؤمنون الذین آمنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله اولٰئک هم الصادقون - کہ مومن وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور ایمان لاتے ہیں اللہ کے رسول پر اور اگر ان پر کچھ مشکلات آ پڑیں تو کوئی شک و شبہ نہیں لاتے بلکہ جاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله وہ اپنے مالوں اور جانوں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں - لیکن وہ ایسا نہیں کرتے کہ کسی اور کی کمائی سے یا کسی اور کا مال حاصل کر کے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں - کیونکہ وہ سوچتے ہیں کہ پھر ان کو کہاں سے دونگا اس لئے وہ خود کما کر اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں -

آج کل قحط کا زور ہوتا جاتا ہے مومن کو چاہیئے کہ اپنی روٹی کا ایک حصہ کسی ایسے شخص کو دیدیا کرے جس کے پاس روٹی نہیں - اگر اس میں سے نہیں دے سکتا تو کوئی پیسہ ہی سہی کہ وہ بیچارہ خرید کر کے ہی کھا لے - مومن آدمی کو تو خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں ہوتا - دیکھو آجکل سردی کا موسم ہے کسی مفلس کو اوڑھنے کے لئے کپڑا دینے سے تم کو دریغ نہیں کرنا چاہیئے - مومن کو جوں جوں ضرورتیں پیدا ہوتی رہیں سب میں شرکت لازمی ہے - اسی واسطے میں نے یہ آیات پڑھی ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جنھیں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان ہوتا ہے اور وہ اپنے مال اور جانیں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا خرچ کرنا ضائع نہیں جائیگا - اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے نزدیک بھی صادق اور سچے مومن ہوتے ہیں - اور پھر اس کے آگے فرمایا قل اتعلمون الله بدینکم - کہ کیا تم لوگ زبانی دعوے کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جتلانی چاہتے ہو؟ اللہ کے نزدیک تو تب ہی صادق ٹھہر سکو گے جب عملی طور پر دکھوں دردوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہو گے اور اپنے مالوں اور جانوں سے دوسروں کی غمخواری کرو گے اور محتاجوں اور غریبوں کی امداد کرو گے - یاد رکھو دوسروں کی غمخواری بہت ضروری ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی ہی توفیق سے ہو سکتا ہے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے - آمین - ایک اور ضروری بات جو اس زمانہ کے لئے نہایت ضروری ہے میں بیان کرنی چاہتا ہوں - کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ بہت سے زمینداروں کو اکٹھا کر کے بتایا تھا - کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس ملک پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے اور پودے لگانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ طاعون کے پودے ہیں آخر وہ پودے لگے اور لوگوں نے اس کے پھل بھی کھائے اب حضرت صاحب نے پھر فرمایا ہے اور پے در پے الہامات ہوئے ہیں - کہ عنقریب طرح طرح کی نئی نئی بلائیں وبائیں اور بیماریں پھیل جائینگی اور عالمگیر قحطوں اور زلزلوں سے دنیا پر سخت درجہ کی تباہی آئیگی اور شدت سے طاعون اور دوسری آفات دنیا کو گھیر لینگی اور وہ وقت نہایت ہی قریب ہے جبکہ اس قسم کے خطرناک مصائب دنیا کو بدحواس اور دیوانہ سا بنا دینگے اب دیکھو چار بلاؤں کا مقابلہ دنیا کو کرنا پڑیگا - ایک تو خاص وبائیں دوسرے شدت سے ایک نئی قسم کی طاعون تیسرے سخت زلزلے چوتھے قحط شدید - اوروں کو جانے دو ان میں سے ایک قحط کو ہی لو - گو بچے تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہ لوگ جن کے کنبے ہیں خوب سمجھتے ہیں کہ کن کن تکلیفات کا سامنا ہو رہا ہے آگے ربیع کا موسم آیا ہے اس میں اور بھی مشکلات نظر آتے ہیں - اور پھر اس کے ساتھ ہی وبائیں ہیں طاعون ہے زلزلے ہیں - اس لئے چاہیئے کہ استغفار اور لاحول اور الحمد اور درود شریف بہت پڑھو اور صدقہ اور خیرات بہت دو اور دعاؤں میں کثرت سے لگے رہو - مگر افسوس کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ "او کیا ہے - مرنا تو ہے - کیا تم نے نہیں مرنا؟ آخر سب نے ہی مرجانا ہے بات ہی کیا ہے" - مگر خوب یاد رکھو کہ جس کے گھر پر مصیبت آتی ہے وہی جانتا ہے کہ اس قسم کی باتیں کس موقع پر انسان منہ سے نکالا کرتا ہے - افسوس کہ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ اُن کی بدظنیوں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا مگر ان کو نقصان پہنچ گیا - میرا کام کہنا ہے سو وہ تو میں کسی نہ کسی صورت میں کہہ ہی دونگا - اکثر آدمی کہہ دیتے ہیں - کہ "میاں! یہ سب باتیں

کہنے کی ہوا کرتی ہیں ان کو دیکھا ہوا ہے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں کیا انہوں نے مر کر دیکھا ہوا ہے۔ اس قسم کے وعظ کرنے کی تو ان کی ایک عادت ہے۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں مَیں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ۔ فَلَوْلَآ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سو مَیں نہایت ہی درد بھرے دل سے کروڑوں دفعہ تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ اور صدقہ اور خیرات بہت کرو۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو کہ **رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ**۔ یہ نہایت ضروری باتیں ہیں جو مَیں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ دیکھو چار بلائیں سامنے ہو رہی ہیں قحط کو تو خود تم بھی محسوس کر رہے ہو اگر انسان بڑی محنت بھی کریگا تو کس قدر کما لے گا۔ عام لوگ تو ۸ یا ۹ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں کما سکتے۔ آجکل چھ سیر روپیہ کا آٹا بکتا ہے اور ہر ایک چیز گراں ہو گئی ہے۔ اس لئے مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بد صحبتوں سے کنارہ کش رہو۔ بعض صحبتوں میں بیٹھکر انسان پھر انہیں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور بعض طبیعتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوسروں کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں۔ کسی نے نظم سنائی تو اور اگر کسی نے نثر سنائی تو کسی نے نکتہ چینی کی تو اور اگر کسی نے غیبت شروع کر دی تو ایسی طبیعتوں کے لوگ سب کے شریک ہو جاتے ہیں۔ بقدر طاقت اور مقدرت کے انسان کو چاہئے کہ ایسی صحبتوں سے کنارہ کش رہے جن کا اسپر برا اثر پڑتا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت لحاظ رکھو۔ مَیں یہ اللہ کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔ نمازوں میں بہت دعائیں کرو۔ مَیں خود بھی مانگتا ہوں۔ اس لئے تمہیں بھی کہتا ہوں کہ تم بھی مانگو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اسپر عمل کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔ (الٰہی)

قومی اخبارات سے کیا مراد ہے

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسہ کے متعلق قوم کی توجہ منعطف کراتے ہوئے مَیں نے قومی اخبارات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے اس حصّہ سے کہ صرف (ایک ہی رسالہ میگزین قومی رسالہ کہلانے کا مستحق ہے) بعض دوستوں کو غلط فہمی واقع ہوئی ہے اور سمجھ لیا گیا ہے کہ اخبارات کو بجائے خود چھوڑ کر رسالہ تشحیذ الاذہان (جو ہمارے قابل قدر نوجوانوں کی مذہبی دلچسپی اور اشاعت اسلام کے لئے حقیقی جوش کا نتیجہ ہے) ذاتی یا شخصی رسالہ ہے میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں بلکہ مَیں نے یہ بحث صرف اس اصول کو مدنظر رکھکر کی ہے کہ **صدر انجمن احمدیہ** کے ماتحت یا اس کی ملکیت میں صرف ایک ہی رسالہ نکلتا ہے اور باقی اخبارات شخصی ہیں۔ اس شخصی سے یہ سمجھ لینا کہ قوم کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں سخت غلطی اور غلط فہمی ہو گی۔ اخبار **الحکم** اور بدر قومی اخبارات کہلاتے ہیں بلکہ مَیں یہ امر فخر سے ظاہر کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اخبار **الحکم** کو احمدی قوم کا آرگن سمجھتی ہے اور اس کی تحریروں پر باضابطہ نوٹس لیا جاتا ہے۔ تاہم مَیں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں سمجھتا اور نہ اس غلط فہمی میں کسی کو رکھنا جائز سمجھتا ہوں کہ یہ اخبارات اپنے مالی انتظام کے لحاظ سے بہرحال شخصی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ **تشحیذ الاذہان** ایک ایسا رسالہ ہے جو اس پہلو سے شخصی کہلایا جا سکتا ہے لیکن اس کی آمدنی انجمن تشحیذ الاذہان کی اغراض ہی کے لئے وقف ہے اور کسی **فرد واحد** کو اس سے واسطہ نہیں۔ اور ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی نامناسب نہیں کہ مَیں نے اخبارات یا رسالجات کو متمدکرنے کی طرف جو ایما کیا ہے وہ قوم کی مالی حالت کے لحاظ پر کیا ہے والا مَیں نے اسی مضمون میں صاف لکھدیا ہے کہ صورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں رکھکر بھی ان کو زیادہ مفید اور طاقتور بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اطلاع

مَیں اس نمبر کے ساتھ ناظرین الحکم سے ۲ جنوری ۱۹۰۸ء تک رخصت ہوتا ہوں اس لئے کہ یہ سال کا آخری نمبر ہے اور حسب معمول ۳۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کو تعطیل رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو الحکم کے ذریعہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو ناظرین سے پھر ملاقات ہوگی جو سال نو کا پہلا نمبر ہوگا اور چہار روزہ اشاعت کا بھی پہلا ہی نمبر ہوگا۔

واقعاتِ حقّہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسے فرمایا اللہ کریم نے ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفّینا من بعدہٖ بالرّسل واٰتینا عیسی ابن مریم البیّنٰت وایّدنٰہ بروح القدس [illegible] یعنے یہ سچی بات ہے کہ موسےٰؑ کو ہم نے اپنی کتاب دی تھی اور پھر اس کے بعد پے در پے کئی رسول بھیجکر اس کتاب کی تجدید کی تھی اور مریم کے بیٹے عیسےٰؑ کو ہم نے کھلے کھلے دلائل اور معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اس کی ہم نے تائید کی تھی۔

اس آیت سے صاف طور پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب دے کر اور پے در پے اسی کتاب کے حکموں پر چلنے والے اور اسی دین کی طرف لوگوں کو بلانے والے کئی اور رسول بھیجکر ایک عظیم الشان روحانی سلسلہ شروع کیا تھا اور پھر اس سلسلہ کو حضرت عیسےٰؑ ابن مریم پر ختم کیا تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا تو اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کا قرآن مجید میں ذکر تک نہیں جس کو اس سلسلہ کے ختم کرنے والا مانا جاوے۔ اور نہ ہی تواریخ پتہ دیتی ہے کہ کوئی ایسا رسول بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تھا جس نے حضرت موسیٰؑ کی کتاب پر عمل درآمد کرنے کا دعوےٰ کیا ہو اور توریت شریف سے ایک لفظ کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو کفر سمجھا ہو۔ اور پھر خدا تعالیٰ سورہ مائدہ کے گیارہویں رکوع میں صاف طور پر تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ ہم نے موسےٰ علیہ السلام کو اپنی کتاب یعنے توریت دی اور اس کے بعد اُسی کتاب کی تجدید کے واسطے اور نبی بھیجے جو اس کتاب پر عمل درآمد کرتے اور لوگوں کو بھی اُسی کتاب پر چلنے کا حکم کرتے تھے۔ اور اسی کتاب کے مطابق ہی وہ نبی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور اُن سب انبیا کے آخیر پر عیسےٰ بن مریم بھیجے گئے تھے جو انھیں کے نقش قدم پر چلتے تھے جیسے فرمایا وقفّینا علےٰ اٰثارہم بعیسی ابن مریم [illegible] غرض یہ ماننا پڑتا ہے اور اس میں ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع کر کے عیسےٰؑ بن مریم پر اس سلسلہ کو ختم کیا تھا۔ اب اس سلسلہ کو ہم اپنے دماغ میں جگہ دیکر قرآن مجید کی اور آیات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کے نمونہ پر ایک اور عظیم الشان سلسلہ قائم کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ جیسے فرمایا اللہ حکیم نے انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا [illegible] یعنے اے لوگو ہم نے محمد صلعم کو تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ تم پر اس بات کا شاہد ہے کہ ہماری تعلیم اور ہمارے احکام سے تم لوگوں کو اُس نے خبردار کر دیا ہے اور جس کام کے لئے یہ بھیجا گیا ہے اس کو اس نے کامل طور پر ادا کر دیا ہے اور یہ اسی طرح کا رسول ہے جس طرح کا رسول ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا یعنے جیسے موسےٰؑ ایک خاص **کتاب** کا مالک تھا ویسے یہ بھی ایک خاص عظیم الشان اور **کامل اور مفصل کتاب** لے کر آیا ہے۔ اور جیسے موسےٰؑ کے مقابل پر آخرکار **فرعون** اور اُس کا لشکر **تباہ** اور **برباد** ہوا تھا۔ ویسے ہی اس کے **مخالفوں** کا بھی **ناش** ہوگا اور اس کے مکذب نہایت ہی بُری طرح سے **نامراد** اور **ذلیل و خوار** ہوں گے۔ اور جیسے موسےٰؑ ہر طرح سے **فتح** اور **نصرت** حاصل کر کے بادشاہ بن گئے تھے یہ بھی اس سے ہزار ہا گنا بڑھکر خدائی وعدوں کے مطابق **مظفر و منصور** اور **کامیاب و کامگار** ہوگا۔ اور جیسے حضرت موسےٰ کے بعد ایک **سلسلہ روحانی خلفا** کا شروع کیا گیا تھا اور مورخوں اور علم ریاضی کے ماہروں کے مسلمہ حساب بموجب موسےٰؑ سے تقریباً چودہ سو برس بعد وہ سلسلہ عیسےٰ بن مریم پر ختم ہوا تھا۔ ویسے ہی اس افضل الرسل سید المعصومین اور خاتم الانبیاء کے بعد بھی یقیناً ایک **روحانی سلسلہ** شروع ہوگا جو ایک عیسےٰ بن مریم پر تقریباً اتنی ہی مدت بعد آن کر ختم ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض کوئی **نیچری** ہو یا دہریہ برہمو ہو یا آریہ یہ بات تو اُس کو ہر صورت ماننی پڑے گی بشرطیکہ حق کی تلاش ہو کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ ایک سلسلہ کا **ابتدا** اور **انتہا** بتا کر اور روحانی خط م ع بتا کر اسی کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع قایم کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُس کو لفظ بلفظ پورا کر کے اپنی ہستی کا کامل ثبوت دینا چاہتا ہے کیونکہ صدہا برسوں کے قائم شدہ **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور **سلسلہ** قائم کرنے کا وعدہ کرنے اور پھر اسیطرح پورا کر کے اپنی زندہ ہستی کا ثبوت دینا ایک ایسی بات ہے جس سے سوائے اُس شخص کے جس کو حق کے لینے سے نفرت ہو اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اب معزز ناظرین کی دلچسپی کے لئے مَیں ثابت شدہ اور مانے ہوئے خط م ع کا نقشہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

م = (موسےٰؑ) —— تقریباً چودہ سو برس کا عرصہ / سلسلۂ روحانی جو موسیٰؑ سے شروع ہو کر عیسےٰؑ پر ختم ہوا —— ع = (عیسےٰؑ)

مندرجہ بالا نقشہ اُس سلسلہ کو ظاہر کرتا ہے جس کا ذکر مَیں مفصل طور پر اوپر درج کر چکا ہوں۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے ایک سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع کر کے اور اپنی پاک کتاب عنایت فرما کر پے در پے اُسی کی تائید میں اور رسول بھیجنے شروع کئے جن کے آخیر پر عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجکر اُس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ لیکن اب مَیں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس خط کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع یعنے جو م = (محمدؐ) سے شروع ہو کر اور پہلے خط کی طرح ہر طرح کی خیر و برکات اور فتوحات اور تائیدات الٰہیہ کو ساتھ لیتے ہوئے تقریباً اسی قدر عرصہ میں

ع ۔ (یعنی اگر) پرختم ہو۔قایم کرنے کا وعدہ کیا ہے جس پر آیت ۔
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الخ ومن کفر بعد ذالک
فاولئک ہم الفسقون ۔ پوری طور پر روشنی ڈال رہی ہے ۔ اب
سوچنے اور سمجھنے والی بات جو ہے اور جس کے لئے میں نے اس مضمون
کو شروع کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح سے ہزاروں برس پیشتر
ایک سلسلہ کا قایم کرنا اور پھر اسی کے نمونہ پر ایک اور سلسلہ اس کا
مثیل قایم کرنے کا وعدہ کرنا کیا یہ انسان کی کسی اندرونی طاقت یا قوت
کا کام ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی متعصب سے متعصب اور دین اسلام
کا دشمن بشرطیکہ شرم اور حیا والا ہو۔کہ سکتا ہے کہ یہ سب انسانی منصوبہ
ہے؟ کیا کوئی انسانی دل و دماغ قبول کر سکتا ہے کہ یہ سب انسانی
کارسازی اور بشری محنت اور علمیت کا نتیجہ ہے؟ کیا کوئی ایسا انسان
تمام روئے زمین پر موجود ہے یا کسی بشر کے وہم و گمان میں بھی یہ جرأت
اور اس قسم کا حوصلہ اور جوش پیدا ہو سکتا ہے اور کبھی بھولے سے بھی
کوئی شخص اس قسم کے دعوے کرنے کا اپنے دل میں خیال لا سکتا ہے!
ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! غرض یہ ایک دعویٰ ہی ایک
ایسا عظیم الشان دعوے ہے جو خدا کی ہستی کے منکروں اور دیگر اقسام کے
ناسکوں اور دہریوں کے لئے ایک کاری حربہ ہے اور یہ ایک ایسا
پر زور شان و شوکت والا اور اپنے ساتھ بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں رکھنے
والا دعوے ہے جس کے سنتے ہی ایک دہریہ کا دل دھڑکتا جان تڑپتی اور
دم گھٹنے لگتا ہے اور بدحواسی سے اسے چکر آنے لگتا ہے اور بے اختیار
ہو کر اس کا دل بول اٹھتا ہے کہ کوئی مالک الکل اور خالق الکل قادر
و توانا ہستی موجود ہے۔ جو جیسی چاہتی ہے کرتی ہے اور نہ صرف
اس زمین کو بلکہ اس سے لکھو کھا درجہ بڑھ کر کروڑوں اور اربوں کرّوں
کو ایک کٹھ پتلی کی طرح نچاتی ہے اور محض اپنے حکم سے ان کے مقررہ
محوروں میں انہیں گردش دئے جاتی ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے
کے لئے جیسی سامان چاہتی ہے پیدا کر لیتی ہے۔
معزز ناظرین گو میں اس مضمون پر کافی بحث کر چکا ہوں اور منکرین
ہستی باری تعالیٰ کی زبان بند کرنے کے لئے بفضل خدا کافی دلائل
دے چکا ہوں۔ مگر میں اس مضمون کو اپنی طرف سے ایک حد تک مکمل
کرنے کے لئے اب یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بتایا تھا اور دنیا کو ہلا دینے والا
اتنا بڑا عظیم الشان دعوے کیا تھا۔ آیا وہ پورا بھی ہوا ہے یا نہیں۔
سو واضح رہے کہ یہ بڑی عام فہم اور موٹی بات ہے اور کسی ذی ہوش کو
اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی یتیمی اور بے کسی کی حالت سے اپنے مولا کی مدد سے وہ
عروج حاصل کیا جس سے ان سب کو کٹر دشمنوں معاندوں مخالفوں اور
مکذبوں کو سر جھکا کر اطاعت قبول کرنی پڑی جو پہلے طرح طرح کے دکھ دیتے
اور آنحضرت صلعم کے ذلیل خوار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ اور
ہمارے نبی کریم صلعم اس اعلیٰ معراج پر پہنچے کہ جسمانی طور پر تو ایک عظیم الشان
بادشاہ بن کر دنیا کی ایک طاقتور سلطنت کے بانی ٹھہرے اور روحانی
طور پر قیامت تک کے لئے کھڑا کیا اور خلفاء کے باپ ٹھہرے اور خدا تعالیٰ

کی طرف سے ایک ایسی کامل اکمل اور مفصل کتاب ان پر نازل کی گئی
جس کے بعد قیامت تک کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ اور
جس میں دین اسلام کے اُن کُل مسایل کا بیان ہے جن کی کہ ہم کو ضرورت ہے
اور جن کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کے علم میں ہمارے لئے ضروری ہے اور
ہر ایک ایسی ہدایت کو کمال تک پہنچا یا گیا جس کا دین کی ایک کامل
کتاب میں پایا جانا لازمی ہے۔ اور آپ کے بعد خلفاء کا وہ سلسلہ جاری ہوا
کہ جس کا آخری خاتم یعنی خاتم الخلفا بفضل خدا اس وقت ہمارے پاس
زندہ موجود ہے۔ مبارک وہ جو اس سے زندگی حاصل کریں۔
ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم!!
چونکہ ان کی صداقت کے دلائل اسی مضمون میں میں اس سے پیشتر بیان کر چکا
ہوں اس لئے اس وقت مختصر طور پر وہی دلائل لکھتا ہوں جن سے ان کا مثیل مسیح
ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ

دانائی کی باتیں

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو تم بے ضرورت بولتا دیکھو تو
جان لو کہ وہ دیوانہ ہے۔ اس لئے ہر ایک عقلمند کو "پہلے بات کو تولو پھر
منہ سے بولو" والی مثل پر عمل کرنا چاہئے جب کوئی شخص کسی میٹنگ یا
کلب سوسائٹی یا مجلس میں کسی امر پر گفتگو کر رہا ہو اور اس کے بیان میں
خواہ کئی ایک نقص بھی ہوں۔ تاہم جب تک وہ اپنے سلسلہ سخن یا تقریر
کو ختم نہ کر لے۔ تم اپنی رائے مت دو اور اپنے معلومات کو ظاہر کرنے کی
کوشش مت کرو۔ کیونکہ داناؤں کے نزدیک دوسرے کا قطع کلام
کر کے اپنی واقفیت اور لیاقت کا اظہار کرنا بیوقوفی ہے
اگر تمہارے روبرو کسی ایسے امر پر بحث ہو رہی ہو جس میں تم کو
کچھ واقفیت نہیں تو تم ہرگز اس میں دخل نہ دو اور بن بلائے کبھی نہ
بولو۔ کیونکہ جو شخص بن پوچھے سوال کا جواب دیتا ہے وہ احمق ہے
اگر کچھ آدمی اپنے راز کی باتیں کر رہے ہوں تو تم ان کی طرف کان
مت لگاؤ بجاے اس سے پہلے کہ تم کسی اور کو سنوارنے کی خواہش کرو
آپنے آپ کو سنوار لو۔

خریداران کو اطلاع

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت
نمبر خریداری نہیں دیتے جس سے تلاش نمبر میں بہت سا وقت
ضایع جاتا ہے۔ عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ خریدار خط و کتابت
کے وقت نمبر خریداری درج کیا کریں۔

منیجر

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلایق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دے سکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اس کی چال بازی سے آگاہ ہو جائینگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ شکی ہو جاتا ہے اپنے شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو پڑھکر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جن سے آپ واقف ہیں اور جن سے آپ مل سکتے ہیں اور جن سے گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑھیے ڈاکٹر پی ایس۔ رگانلا صاحب ایم۔ ڈی۔ امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دواخانہ کماٹی پورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے فرماتے ہیں ۔میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے ڈون کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ تجربہ کرکے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسے امراض کے لئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھئے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) اسی کے لئے مخصوص ہیں۔ گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں۔ درد پشت اور نیچے کے اعضا میں ورم۔ درد شقیقہ یعنی آدھا سیسی گٹھیا۔ چکر آنا۔ بے خوابی اور دل کی بے قاعدہ حرکت وغیرہ ان سب مرضوں کے باعث سبب وہ زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی اودیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹیمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اگر کچھ وقت تو ایک ہی ڈبیا چاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) زخم بادہ۔ کھرجوا۔ کیڑے۔ چیٹہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش۔ نمکین ۔۔۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ آٹھ آنے فی ڈبیا

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ عہ روپیہ اور دوم مبلغ ۔۔ مبلغ ۔۔



بیحانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے بیلنے کی دو بیڑے والے کے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین
بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سید ھو پر نشر وارنیک بی لکڑی کا ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت ۸ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھو پرنشر وکٹری لکڑی کا کین ہینڈل عمدہ ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہیں۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۳ کرکٹ بیٹ سال کین لکڑی جیسے مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۱۲ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۔۔

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲۔ ۱۳ برس کیواسطے درست ایک سٹ وکٹس ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ ۔۔ سے ر

۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۔۔ صہ ر

فٹ بال عمدہ کاؤنٹی پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار نمبر ۶ ۔۔ سے ر

۔۔ ۔۔ ۔۔ ۵ ۔۔ صہ ر

بچوں کے لئے فٹ بال نمبر ۴ معہ بلیڈر ۔۔ للعہ ر

۔۔ ۔۔ ۳ ۔۔ ۔۔

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۔۔ ۔۔

۔۔ دھاگے کے میچ ۔۔ سے

۔۔ پریکٹس ۔۔ سے

کرکٹ دستانے فی کاپی ۔۔ ۔۔

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ سامان از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت بہ نسبت ان سے بہت کم۔ میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ڈیرہ ضلع کانگڑہ ۱۵ اپریل ۰۶ء

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان



سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کی تجویز سے امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ گوشت کی کمی کا ہے اور پاپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب دیتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

نزدیک کے دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ لیمیٹڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان یا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دار الامان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب پرنٹر شائع ہوا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱ر۔ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت
حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ
جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر
نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود
نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود
کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول
ہوا ہے قیمت ۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا
جواب قیمت ۲ر۔ نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب
رد قیمت ۴ر۔ فیصلہ آسمانی۔ قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر
قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے
قیمت فی پارہ (۱عہ) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ
عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض
سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے
موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر۔ برہان الحق قیمت ۳ر
محامد المسیح۔ قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر تفسیر
سورہ تبت۔ قیمت ۳ر۔ نمونہ قرآن مجید ۔ ۳ر

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد
پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں
منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق
بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم
استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون
کے گانٹوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائی جائیں اور گلٹی میں ملا کر
بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ
کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص
بچوں اور اُن کمزور مریضوں کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا
محال ہوتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار
عدم افشاء راز بغیر فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی
دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض
تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت
(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار ذرا جلدی سے
مطلع فرمائیں۔

المشتہر
شیخ الدین کارخانہ تریاق طاعون بمقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار بازی کی گرم بازاری مصنوعی تیز و طرار مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے
لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ
بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی
بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج
کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلہ
انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا
کام یہ نہیں کہ ہم بکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے
پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے احتیاطیاں اور غلط کاریوں سے
جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں
وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ
تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت
چھ ماشہ دو روپیہ ع

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دوامی بصارت بڑھانے
والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل
گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم محمد حسن خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی